غــــزل

شاہد ماہلی

○

جانا تھا سب کو ساتھ ہی کوئی نہیں گیا
کوئی کہیں پہ رُک گیا کوئی کہیں گیا

عشق بتاں میں عزت سادات بھی گئی
اس کی گلی میں کیا گیا ایمان و دیں گیا

سمجھایا ان کو لاکھ زمانہ بدل گیا
جس کا جہاں خمیر تھا وہ بھی وہیں گیا

وہ تھا تو دل میں جاگیں ہزاروں ہی خواہشیں
وہ کیا گیا کہ دل سے اُمید و یقیں گیا

کچھ معاملوں میں ان سے تھا بنیاد اختلاف
برسوں جو ساتھ ساتھ تھا وہ ہم نشیں گیا

لپٹا ہے کوئی شے کی طرح میرے جسم سے
سائے کی طرح ساتھ چلا جب کہیں گیا

اک بوئے رفاقت سی فضاؤں میں ہے شاہد
شاید کہ اسی راہ سے کوئی حسین گیا

K-303، تاج انکلیو، گیتا کالونی، دہلی۔110031

مصداق اعظمی

○

شور شرابے سے ہٹ بچ کر سناٹے تک پہنچا ہوں
دنیا داری چھوڑ کے صاحب اس گھاٹے تک پہنچا ہوں

بوجھل پلکیں، بکھری زلفیں، اُترے چہرے والوں میں
نیندوں کی سوغات لیے میں خراٹے تک پہنچا ہوں

لوگ مجھے بھی حیرت سے اب تکنے پر آمادہ ہیں
چلتے چلتے جب تیزی سے فراٹے تک پہنچا ہوں

یہ کس کس کو سمجھاؤں میں تیرے ایک بھروسے پر
رفتہ رفتہ دل کو لے کر کس گھاٹے تک پہنچا ہوں

کھیت کی مٹی سے واقف بھی اک مدت کے بعد ہوا
میں گاؤں میں رہتے رہتے ہل پائے تک پہنچا ہوں

ایک ضرورت سو سو غزلوں نے بھی جب پوری نہ کی
مصرعے وصرعے چھوڑ کے میں بھی دال آٹے تک پہنچا ہوں

اپنی بات میں گہرائی پیدا کرنے کی کوشش میں
کیا مصداق سمندر والے سناٹے تک پہنچا ہوں

موضع جوماں، پوسٹ مجواں، پھولپور، اعظم گڑھ